



عقیدہ ختم نبوت ﷺ کے تہذیبی پہلو اور مسلم امہ کی ذمہ داریاں

The Civilizational Aspects of the Finality of Prophethood ﷺ and Responsibilities of Muslim Ummah

Shakeel Muhammad Haqqani

M.Phil Scholar, Dept. of Islamic Thought, History & Culture, Allam Iqbal Open University, Islamabad. Email: shakeelmuhammad33@gmail.com

Dr. Muhammad Riaz Mahmood

Associate Professor, Dept. of Islamic Thought, History & Culture, Allam Iqbal Open University, Islamabad. Email: riaz.mahmood@aiou.edu.pk

This article aims to analyze the various dimensions of the belief in the Finality of Prophethood and its civilizational significance in Islamic thought. In this context, it is essential to identify the responsibilities of Muslims. Within Islamic teachings, the belief in the Finality of Prophethood holds a central position. It is one of the foundational tenets of Islam, and its preservation is the foremost duty of every Muslim. This belief is not only significant from a religious perspective but also exerts profound influence on Islamic civilization, society, arts, and literature. It has provided the Islamic way of life with a complete and comprehensive framework, wherein the role model of the Holy Prophet (PBUH) serves as an eternal beacon of guidance. This belief is not only a theological cornerstone but also a focal point for the intellectual and moral identity of Muslims. The acknowledgment of Prophet Muhammad (PBUH) as the last messenger laid the groundwork for the principles of Islamic civilization, shaping its collective ethos, social structure, and ethical norms. Considering the fundamental importance of this belief in Islamic thought, there is a pressing need to explore its civilizational aspects and delineate the responsibilities it entails for the Muslim Ummah. This analysis is a crucial endeavor for academic circles, addressing both intellectual and civilizational imperatives. It is in light of this scholarly and civilizational necessity that the topic under discussion has been chosen for this research paper.

Key words: Civilizational Responsibilities, Finality of Prophethood, Holy Prophet (PBUH), Islamic thought, Muslim Ummah



موضوع تحقیق کا تعارف، اہمیت اور پس منظر:

اسلامی تعلیمات میں عقیدہ ختم نبوت کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ عقیدہ ختم نبوت کا مطلب یہ ہے کہ حضرت محمد ﷺ آخری نبی ہیں اور ان کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ یہ عقیدہ اسلام کے بنیادی عقائد میں شامل ہے اور اس کی حفاظت مسلمانوں کی اولین ذمہ داری ہے۔ اس تحقیق کا مقصد اس بات کی کھوج لگانا ہے کہ عقیدہ ختم نبوت نہ صرف مذہبی نقطہ نظر سے اہم ہے بلکہ اسلامی تہذیب، معاشرت، فنون اور ادب پر بھی گہرے اثرات مرتب کرتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ کی حیات طیبہ ایک ایسا نمونہ ہے جس نے مسلم معاشرے کی معاشرتی اقدار، اخلاقی اصولوں اور تہذیبی روایات کی تشکیل کی۔ عقیدہ ختم نبوت نے اسلامی معاشرت کو ایک مکمل اور جامع نظام عطا کیا جس میں نبی کریم ﷺ کا نمونہ ہمیشہ کے لیے مشعل راہ ہے۔ یہ عقیدہ ختم نبوت اسلامی ایمان کا بنیادی جزو ہے اور اس کے بغیر دین مکمل نہیں ہوتا۔ یہ عقیدہ نہ صرف مذہبی لحاظ سے بلکہ تہذیبی طور پر بھی مسلمانوں کی فکری اور اخلاقی شناخت کا محور ہے۔ نبی کریم ﷺ کے آخری نبی ہونے نے اسلامی تہذیب کی بنیاد رکھی، جس کے تحت مسلمانوں کے اجتماعی اصول، معاشرتی نظام اور اخلاقی ضابطے ترتیب پائے۔ اس مضمون میں عقیدہ ختم نبوت کے حوالے سے مسلمانوں کی انفرادی اور اجتماعی ذمہ داریوں کا تجزیہ کیا گیا ہے، تاکہ عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ بہتر انداز میں کیا جاسکے۔ اس مضمون میں عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کیلئے علمی و عملی اقدامات کی نشاندہی کی گئی ہے۔ فکر اسلامی میں عقیدہ ختم نبوت کی اساسی اہمیت کے پیش نظر اس کی تہذیبی جہات اور اس ضمن میں مسلم امہ کی ذمہ داریوں کا مطالعہ و تجزیہ علمی حلقوں کی ایک اہم ضرورت ہے۔ اس علمی و تہذیبی ضرورت کی تکمیل کے پیش نظر موضوع زیر بحث کا انتخاب کیا گیا ہے۔

سابقہ تحقیقات کا جائزہ:

عقیدہ ختم نبوت اور امت مسلمہ کے ذمہ داریوں کے حوالے سے کافی سارے مضامین، کتابیں اور مقالہ جات لکھے جا چکے ہیں جن میں سے چند ایک مندرجہ ذیل ہیں:

1. عقیدہ ختم نبوت اور امت مسلمہ کی ذمہ داریاں: عصر حاضر کے تناظر میں: یونیورسٹی آف مینجمنٹ۔ لاہور۔
اس مقالے میں عقیدہ ختم نبوت کو بیان کیا گیا اور پھر عصر حاضر کے تناظر میں مسلمانوں کی ذمہ داریوں کو بیان کیا گیا ہے کہ موجودہ دور میں امت مسلمہ کس طرح موثر انداز میں عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ و نشر و اشاعت کیلئے کام کر سکتے ہیں۔
2. عقیدہ ختم نبوت اور مسلمانوں کی ذمہ داریاں: سیرت طیبہ کی روشنی میں: منہاج یونیورسٹی، لاہور۔
اس مقالے میں عقیدہ ختم نبوت اور مسلمانوں کی ذمہ داریوں کو سیرت طیبہ علی صاحبہا الف الف تھیہ کی روشنی میں بیان کیا گیا ہے۔
3. عقیدہ ختم نبوت پر عقلی دلائل کا تجزیاتی مطالعہ: گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، فیصل آباد۔
اس مقالے میں عقیدہ ختم نبوت پر جتنے عقلی دلائل ہیں ان کا تجزیاتی مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔
4. ختم نبوت قرآنی آیات کی روشنی میں: عبدالولی خان یونیورسٹی، مردان۔
اس مقالے میں عقیدہ ختم نبوت کو قرآنی آیات کی روشنی میں بیان کیا گیا ہے۔
5. پاکستان میں تحریک ختم نبوت کے مذہبی اور سماجی اثرات: یونیورسٹی آف سندھ، جامشورو۔
پاکستان بننے کے بعد ختم نبوت کی تحریک جو شروع ہوئی تھی تو اس کے مذہبی اور سماجی اثرات کو اس مقالے میں بیان کیا گیا ہے۔

6. مسئلہ ختم نبوت اور پارلیمانی اجتہاد: فکر اقبال کے تناظر میں۔ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد۔
 7. پاکستان میں تحریک ختم نبوت کے مذہبی اور سماجی اثرات: یونیورسٹی آف سندھ، جامشورو۔
 8. عقیدہ ختم نبوت پر عقلی دلائل کا تجزیاتی مطالعہ: گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، فیصل آباد۔
 9. عقیدہ ختم نبوت: یہودیت، نصرانیت اور اسلام کی روشنی میں: یونیورسٹی آف پنجاب، لاہور۔
 10. دلائل ختم نبوت اردو تفاسیر کی روشنی میں: گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، لاہور۔
 11. قیام پاکستان سے قبل عقیدہ ختم نبوت کے حوالے سے کی جانے والی کاوشوں و قوانین کا تحقیقی جائزہ: یونیورسٹی آف پونچھ، راولا کوٹ۔
- اس کے علاوہ عقیدہ ختم نبوت کے موضوع پر آج تک بے شمار کتابیں لکھی جا چکی ہیں جن میں سے چند قابل ذکر کتابیں مندرجہ ذیل ہیں:
1. مولانا حفص الرحمن سیوہاری، فلسفہ ختم نبوت (گوجرانوالہ: مکتبہ مدنیہ بانچہ ۱۹۸۴ء)۔
 2. مفتی محمد شفیع، ختم نبوت کامل (کراچی: ادارۃ المعارف ۲۰۰۶ء)۔
 3. شورش کاشمیری، تحریک ختم نبوت (لاہور: مکتبہ قدوسیہ، ۲۰۱۲ء)۔
 4. مولانا ابوداؤد محمد صادق، مسئلہ ختم نبوت کی نزاکت (لاہور: کنز الایمان، ۱۹۹۷ء)۔
 5. مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی، قادیانی مسئلہ اور اسکے مذہبی، سیاسی اور معاشرتی پہلو (لاہور: اسلامک پبلیکیشنز، ۱۹۶۳ء)۔
 6. محمد یعقوب احسن، اجماع امت در مسئلہ ختم نبوت (بھیرہ: ادارہ شمس الاسلام، ۱۹۷۸ء)۔
 7. ڈاکٹر محمد بہاء الدین، تحریک ختم نبوت (لاہور، مکتبہ قدوسیہ، ۲۰۱۲ء)۔
 8. ڈاکٹر محمد طاہر القادری، عقیدہ ختم نبوت اور مرزائے قادیان کے متضاد موقف (لاہور: منہاج القرآن پبلیکیشنز، س، ن)۔
 9. ڈاکٹر محمد طاہر القادری، عقیدہ ختم نبوت (لاہور: منہاج القرآن پبلیکیشنز، ۲۰۰۸ء)۔
 10. ڈاکٹر محمد طاہر القادری، عقیدہ ختم نبوت اور مرزائے قادیان (لاہور: منہاج القرآن پبلیکیشنز، ۲۰۰۸ء)۔
 11. ابو عمار مولانا زاہد الراشدی، عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت اور منکرین ختم نبوت کا تاریخی پس منظر (لاہور: شعبہ نشر و اشاعت پاکستان شریعت کونسل، ۲۰۱۰ء)۔
 12. علامہ غلام رسول سعیدی، عقیدہ ختم نبوت اور رد فتنہ قادیانیت (انڈیا: نعمانی بک ڈپو، مچھلی منڈی، چریاکوٹ، ۲۰۲۰ء)۔
 13. مولانا اللہ وسایا، آئینہ قادیانیت (ملتان: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، ۲۰۰۴ء)۔
 14. مولانا مجاہد الحسنی، تحریک تحفظ ختم نبوت ۱۹۵۳ء (لاہور: ختم نبوت پبلیکیشنز، ۲۰۱۳ء)۔
 15. ابوالحسن علی ندوی، قادیانیت مطالعہ و جائزہ (کراچی: ناظم آباد مینشن)۔
- اس کے علاوہ اور بھی بہت ساری کتابیں و مقالات ختم نبوت کے موضوع پر تحریر کی گئی ہیں۔

اس مضمون کا طریقہ تحقیق لائبریری ریسرچ (Qualitative research) ہے، جس میں قرآن کریم، احادیث، مختلف اہل علم و فکر حضرات کی کتابوں اور اسی طرح رسائل و مجلات سے استفادہ کیا گیا ہے۔

ہمارے اس موضوع کے عنوان سے بھی جیسے ظاہر ہو رہا ہے کہ اس مضمون میں ہم دو چیزوں کو زیر بحث لائیں گے۔ پہلا حصہ عقیدہ ختم نبوت کے تہذیبی پہلوؤں پر مشتمل ہو گا اور دوسرا حصہ عقیدہ ختم نبوت کے حوالے سے مسلم امہ کی ذمہ داریوں کی تعین کا ہو گا۔

عقیدہ ختم نبوت اسلامی عقائد میں ایک بنیادی حیثیت رکھتا ہے، جو نہ صرف دین اسلام کی تکمیل اور جامعیت کی علامت ہے بلکہ مسلم تہذیب و تمدن پر بھی گہرے اثرات مرتب کرتا ہے۔ کسی بھی قوم کی تہذیب کا بنیادی ڈھانچہ اس کے عقائد، نظریات اور فکری اساس پر استوار ہوتا ہے، اور ختم نبوت کا عقیدہ مسلم امہ کی تہذیبی شناخت کا ایک اہم عنصر ہے۔ یہ عقیدہ انسانی معاشرت کو فکری انتشار اور عقائدی انحراف سے محفوظ رکھنے کا ذریعہ بنتا ہے، کیونکہ اس کے ذریعے دین اسلام کو ہر قسم کی تحریف اور تغیر سے بچایا گیا ہے۔ ختم نبوت کا نظریہ مسلم تہذیب میں فکری استقلال، وحدت امت، اور دینی تشخص کی حفاظت کا ضامن ہے۔ یہ عقیدہ صرف مذہبی سطح پر نہیں بلکہ سماجی، ثقافتی، اور علمی میدان میں بھی نمایاں اثر رکھتا ہے، کیونکہ اس کی روشنی میں اسلامی علوم و فنون کی ترقی ہوئی اور دینی تشخص کی حفاظت ممکن ہوئی۔ مسلم امہ کی تاریخ میں اس عقیدے نے نہ صرف وحدت فکر پیدا کی بلکہ امت کے سیاسی، علمی اور سماجی ڈھانچے کو بھی استحکام بخشا۔ اس کے برعکس، اس عقیدے سے روگردانی کرنے والی اقوام فکری و نظریاتی بحران کا شکار ہوئیں اور ان کی تہذیبی بنیادیں متزلزل ہو گئیں۔ یہی وجہ ہے کہ عقیدہ ختم نبوت کے تہذیبی پہلوؤں کا جائزہ لینا نہ صرف ایک علمی ضرورت ہے بلکہ اس کے عملی اثرات کو بھی سمجھنا امت مسلمہ کی ذمہ داریوں میں شامل ہے۔

1. عقیدہ ختم نبوت کے تہذیبی پہلو:

اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اپنے محبوب نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو بے شمار ایسے خصائص و فضائل اور کمالات عطا فرمائے ہیں جن میں کوئی دوسرا آپ ﷺ کا ہم سر نہیں۔ ان میں سے ایک منفرد خصوصیت آپ ﷺ کی شانِ ختم نبوت ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے انسانی رشد و ہدایت کے لیے حضرت آدم علیہ السلام سے جس سلسلہ نبوت و رسالت کا آغاز فرمایا تھا وہ آپ ﷺ کے اس دنیا میں تشریف لانے کے ساتھ اپنے درجہ کمال کو پہنچ کر ختم ہو گیا۔ اب ابد الابد تک آپ ﷺ کے بعد نہ کوئی نبی آئے گا اور نہ ہی کوئی رسول۔ قرآن مجید میں باری تعالیٰ نے آپ ﷺ کو خاتم النبیین کا لقب عطا فرمایا جس میں لفظ خاتم بدیہی طور پر آپ ﷺ کے آخری نبی ہونے کا مظہر و عکاس ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ۔^[1]

”محمد (ﷺ) باپ نہیں کسی کا تمہارے مردوں میں سے لیکن

رسول ہے اللہ کے، اور مہر سب نبیوں پر۔“^[2]

اس آیت کریمہ میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے خاتم النبیین کہہ کر اپنے حبیب مکرم سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کی ختم نبوت کا اعلان فرمایا ہے۔ ختم نبوت کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ رب العزت نے جس سلسلہ نبوت کا آغاز حضرت آدم علیہ السلام سے فرمایا تھا وہ حضور نبی اکرم ﷺ کی بعثت کے ساتھ اپنے اختتام اور درجہ کمال کو پہنچ گیا۔ عقیدہ ختم نبوت کے تہذیبی پہلو بہت وسیع اور ہمہ گیر ہیں۔ یہ صرف ایک مذہبی عقیدہ ہی نہیں بلکہ ایک مکمل نظام فکر اور طرز زندگی کا منبع ہے۔ اس کے چند اہم تہذیبی پہلو درج ذیل ہیں:

2. تکمیل دین:

ختم نبوت کا سب سے اہم تہذیبی پہلو یہ ہے کہ اس کے ذریعے دین اسلام کی تکمیل کا اعلان کیا گیا۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے:

الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتِمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا۔^[3]

"اور پورا کیا تم پر میں نے احسان اپنا، اور پسند کیا میں نے تمہارے واسطے اسلام کو دین

"۔^[4]

عربی زبان میں "کمال" اور "تمام" دونوں الفاظ کی اور نقص کے برعکس استعمال ہوتے ہیں، لیکن ان کے درمیان ایک باریک فرق پایا جاتا ہے۔ "کمال" اس وقت بولا جاتا ہے جب کسی شے میں پائے جانے والے خارجی اوصاف کی کمی کو پورا کیا جائے، یعنی کسی چیز کی صفات میں جو بھی کمی یا خامی ہو، وہ مکمل طور پر ختم کر دی جائے۔ دوسری طرف، "تمام" اس وقت کہا جاتا ہے جب کسی چیز کے اجزاء میں کمی کو پورا کیا جائے، یعنی اس کی ساخت یا اس کے لازمی اجزاء میں کوئی کمی نہ رہنے دی جائے۔

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے دونوں الفاظ کو جمع فرما کر اس حقیقت کو واضح کر دیا ہے کہ دین اسلام اب ہر لحاظ سے مکمل اور ہر پہلو سے بے نقص ہو چکا ہے۔ نہ اس کے احکام و تعلیمات میں کوئی کمی باقی رہی ہے، نہ اس کی صفات میں کوئی نقص موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمت کو مکمل طور پر پورا فرما دیا ہے، اور اسلام کو اس درجے پر پہنچا دیا ہے کہ اب اس میں کسی بھی طرح کا اضافہ یا ترمیم ممکن نہیں، کیونکہ یہ دین ہر جہت سے کمال اور تمام کا درجہ حاصل کر چکا ہے۔ یہ آیت کریمہ امت محمدیہ کی ایک ایسی عظیم الشان اور منفرد خصوصیت کو بیان کر رہی ہے جو اس سے پہلے کسی بھی امت کو عطا نہیں کی گئی، اور جسے خود اہل کتاب نے بھی تسلیم کیا ہے۔ اس خصوصیت کا بنیادی نکتہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس امت کے لیے اپنا پسندیدہ اور مقبول دین اس قدر مکمل اور جامع بنا دیا ہے کہ قیامت تک اس میں کسی بھی قسم کی ترمیم، تبدیلی یا اضافے کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہی۔

اسلام کی تعلیمات محض چند مخصوص عبادات یا محدود شرعی احکام تک محدود نہیں، بلکہ یہ دین زندگی کے ہر پہلو کو محیط ہے۔ اسلامی شریعت میں عقائد، عبادات، معاملات، معاشرت، اخلاقیات، سیاست و حکومت، انفرادی اور اجتماعی آداب، مستحبات و مکروہات، واجبات و فرائض، اور حلال و حرام کے تمام اصول نہایت وضاحت اور تفصیل کے ساتھ بیان کر دیے گئے ہیں۔ اس شریعت میں قیامت تک آنے والے تمام حالات، چیلنجز اور ضروریات کا احاطہ موجود ہے، خواہ وہ انسانی زندگی کے کسی بھی پہلو سے متعلق ہوں۔ یہ دین اس قدر مکمل اور واضح کر دیا گیا ہے کہ اب اس امت کو کسی نئے نبی، کسی نئی شریعت، یا کسی دوسرے نظام کی کوئی حاجت باقی نہیں رہی۔ نبی اکرم ﷺ جب اس دنیا سے رخصت ہوئے تو اپنی امت کو ایک ایسی روشن، سیدھی اور ہموار شاہراہ پر چھوڑ کر گئے جس پر چلنے والا کبھی گمراہی، شک، یا کسی قسم کے خطرے میں مبتلا نہیں ہو گا۔ اس راستے کی روشنی اتنی واضح ہے کہ دن ہو یا رات، ہر زمانے اور ہر دور میں جو بھی اس پر چلے گا، وہ سیدھا اپنی منزل مقصود تک پہنچے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اس امت کو ایسا مکمل ضابطہ حیات عطا فرمایا ہے جو ہر زمانے میں انسانیت کے لیے مشعل راہ ثابت ہو گا، اور جس کی روشنی میں امت مسلمہ ہر دور کے چیلنجز اور مسائل کا سامنا کر سکتی ہے۔ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ اس آیت کریمہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

هذه أكبر نعم الله عز وجل، على هذه الأمة، حيث أكمل تعالى لهم

دينهم، فلا يحتاجون إلى دين غيره، ولا إلى نبي غير نبيهم، صلوات الله

وسلامه عليه؛ ولهذا جعله الله خاتم الأنبياء، وبعثه إلى الإنس والجن

فلا حلال إلا ما أحله، ولا حرام إلا ما حرّمه، ولا دين إلا ما شرعه وكل شيء أخبر به فهو حق وصدق لا كذب فيه ولا خلف۔ الخ۔^[5]

ترجمہ: یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت بڑی نعمت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان (مسلمانوں) کیلئے ان کے دین کو ہر طرح اور ہر حیثیت سے کامل مکمل کر دیا۔ پس وہ اس دین کے سوا کسی دین کے محتاج نہیں، اور نہ ان کے اپنے نبی ﷺ کے سوا ان کو کسی اور نبی کی حاجت ہے صلوات اللہ وسلامہ علیہ، اسی وجہ اللہ تعالیٰ نے ان کو خاتم الانبیاء بنایا ہے اور ان کو تمام جنوں اور انسانوں کی طرف بھیجا ہے پس حلال وہی ہے جسے وہ حلال کہیں، اور حرام وہی ہے جسے وہ حرام کہیں۔ دین وہی ہے جسے وہ مقرر کریں۔ ان کی تمام باتیں حق اور صداقت والی جن میں کسی طرح کا جھوٹ اور خلاف نہیں۔

احادیث سے بھی تکمیل دین اور ختم نبوت کا پیغام تو اتر سے ثابت ہے۔

عن أبي هريرة ؓ، أن رسول الله ﷺ قال: إن مثلي ومثل الأنبياء من قبلي، كمثال رجل بنى بيتًا، فأحسنه وأجمله، إلا موضع لبنّة من زاوية، فجعل الناس يطوفون به، ويعجبون له، ويقولون: هلاً وضعت هذه اللبنة؟ وأنا خاتم النبيين۔^[6]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میری اور دوسرے پیغمبروں کی مثال جو کہ میرے سے پہلے ہو چکے ہیں، ایسی ہے جیسے کسی شخص نے گھر بنایا اور اس کی زیبائش اور آرائش کی، لیکن اس کے کونوں میں سے ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی پس لوگ اس کے گرد پھرنے لگے اور انہیں وہ عمارت پسند آئی اور وہ کہنے لگے کہ یہ تو نے ایک اینٹ یہاں کیوں نہ رکھ دی گئی؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں خاتم الانبیاء ہوں۔"

اس حدیث مبارک سے ہمیں آپ ﷺ کے ذریعے جس طرح نبوت کی عالی شان محل کی تکمیل مکمل ہوتی نظر آئی اسی طرح آپ ﷺ کے ذریعے تکمیل دین کا کام بھی ہوتا ہوا نظر آیا۔

اسی طرح عرباض بن ساریہ کی ایک روایت ہے:

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَمْرٍو السُّلَمِيِّ، أَنَّهُ سَمِعَ الْعُرْبَاضَ بْنَ سَارِيَةَ، يَقُولُ: وَعَظَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مَوْعِظَةً ذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُيُونُ، وَوَجَلَتْ مِنْهَا الْقُلُوبُ، فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ هَذِهِ لَمَوْعِظَةٌ مَوْدِعٌ، فَمَاذَا تَعْهَدُ إِلَيْنَا؟ قَالَ: "قَدْ تَرَكْتُكُمْ عَلَى الْبَيْضَاءِ، لَيْلُهَا كَنَهَارِهَا، لَا يَزِغُ عَنْهَا بَعْدِي إِلَّا هَالِكٌ، مَنْ يَعِشْ مِنْكُمْ فَسَيَرَى اخْتِلَافًا كَثِيرًا، فَعَلَيْكُمْ بِمَا عَرَفْتُمْ مِنْ سُنتِي، وَسُنَّةِ

الْخُلَفَاءُ الرَّاشِدِينَ الْمُهْدِيْنَ، عَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ، وَعَلَيْكُمْ
بِالطَّاعَةِ، وَإِنْ عَبْدًا حَبَشِيًّا، فَإِنَّمَا الْمُؤْمِنُ كَالْجَمَلِ الْأَنْفِ، حَيْثُمَا
قَيْدَ انْقَادَ".^[7]

ترجمہ: عبدالرحمن بن عمرو سلمی کہتے ہیں کہ انہوں نے عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ کہتے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایسی نصیحت فرمائی جس سے ہماری آنکھیں ڈبڈبائیں، اور دل لرز گئے، ہم نے کہا: اللہ کے رسول! یہ تو رخصت ہونے والے کی نصیحت معلوم ہوتی ہے، تو آپ ہمیں کیا نصیحت کرتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں نے تم کو ایک ایسے صاف اور روشن راستہ پر چھوڑا ہے جس کی رات بھی دن کی طرح روشن ہے، اس راستہ سے میرے بعد صرف ہلاک ہونے والا ہی انحراف کرے گا، تم میں سے جو شخص میرے بعد زندہ رہے گا وہ بہت سارے اختلافات دیکھے گا، لہذا میری اور میرے ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کی سنت سے جو کچھ تمہیں معلوم ہے اس کی پابندی کرنا، اس کو اپنے دانتوں سے مضبوطی سے تھامے رکھنا، اور امیر کی اطاعت کرنا، چاہے وہ کوئی حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو، اس لیے کہ مومن تکمیل لگے ہوئے اونٹ کی طرح ہے، جدھر اسے لے جایا جائے ادھر ہی چل پڑتا ہے۔

اس حدیث مبارک میں بھی آپ ﷺ نے صراحتاً ارشاد فرمایا کہ اسلام کا ہر حکم بالکل واضح اور شفاف ہے اور جیسے روشنی میں ہر چیز بالکل واضح اور

صاف دکھائی دیتی ہے اسی طرح اسلام میں بھی کوئی اخفاء و ابہام نہیں، ہاں البتہ جو ہلاک ہونے والا (گمراہ) ہے وہ ضرور اس میں شکوک و شبہات کا اظہار بھی کرے گا اور دوسرے لوگوں کو بھی اپنے دجل کا شکار کرنے کی بھرپور کوشش کرے گا۔

3. امت مسلمہ کا اتحاد:

ختم نبوت کا عقیدہ امت مسلمہ کے اتحاد کا ایک مضبوط ستون ہے۔ عقیدہ ختم نبوت اسلام کی اساسی بنیادوں میں سے ایک ہے، جو امت مسلمہ کو فکری، دینی اور عملی طور پر متحد رکھتا ہے۔ تمام مسلمان اس بات پر متفق ہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے آخری نبی اور رسول ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ یہ عقیدہ تمام مسلمانوں کو ایک لڑی میں پروتا ہے اور ان میں اتحاد و اتفاق پیدا کرتا ہے۔ یہ ایک ایسی مشترکہ بنیاد ہے جس پر امت مسلمہ کی تہذیب قائم ہے۔

قرآن کریم میں ارشاد خداوندی ہے:

إِنَّ هَذِهِ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً - وَ أَنَا رَبُّكُمْ فَأَعْبُدُونِ۔^[8]

ترجمہ: یہ لوگ ہیں تمہارے دین کے سب ایک دین پر، اور میں ہوں رب تمہارا

سو میری بندگی کرو۔^[9]

اسی طرح ایک روایت میں حضرت انسؓ نقل کرتے ہیں:

انس بن مالک يقول: سمعت رسول الله ﷺ يقول: "إن امتي لن تجتمع على ضلالة، فإذا رايتم اختلافاً فعليكم بالسواد الأعظم"۔^[10]

ترجمہ: انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: "میری امت گمراہی پر کبھی جمع نہ ہوگی، لہذا جب تم اختلاف دیکھو تو سواد اعظم (بڑی جماعت) کو لازم پکڑو"۔

4. نبوت کے جھوٹے دعوؤں کا سدباب:

ختم نبوت کے ذریعے نبوت کے جھوٹے دعوؤں کا سدباب کیا گیا ہے۔ تاریخ میں کئی ایسے لوگوں نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا جن کا مقصد لوگوں کو گمراہ کرنا تھا۔ ختم نبوت کے عقیدے نے ایسے تمام لوگوں کے دعوؤں کو باطل قرار دیا اور امت مسلمہ کو گمراہی سے محفوظ رکھا۔ اس طرح اس عقیدے نے ایک ایسی تہذیب کو تحفظ فراہم کیا جو سچائی اور صداقت پر مبنی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو آخری نبی بنا کر بھیجا اور واضح طور پر اعلان فرمادیا کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آئے گا۔ اس عقیدے کے ذریعے جھوٹے مدعیان نبوت کے فتنے کا سدباب کیا گیا ہے۔ اس حوالے سے درج ذیل قرآنی آیت اور حدیث پیش کی جاتی ہیں:

"مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ"۔^[11]

ترجمہ: "محمد (ﷺ) باپ نہیں کسی کا تمہارے مردوں میں لیکن رسول ہے اللہ

کا، اور مہر سب نبیوں پر"۔^[12]

اس آیت میں "خاتم النبیین" کا لفظ آیا ہے، جس کا مطلب ہے کہ نبی کریم ﷺ نبیوں کے سلسلے کی آخری مہر ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کسی بھی شخص کا نبی ہونے کا دعویٰ باطل، جھوٹا اور شیطانی فریب ہوگا۔ حضرت ثوبانؓ کی روایت ہے:

عَنْ ثَوْبَانَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنَّ اللَّهَ زَوَى لِي الْأَرْضَ، أَوْ قَالَ: إِنَّ رَبِّي زَوَى لِي الْأَرْضَ فَرَأَيْتُ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا وَإِنَّ مُلْكَ أُمَّتِي سَيَبْلُغُ مَا زَوَى لِي مِنْهَا وَأُعْطِيتُ الْكَزْنَينِ الْأَحْمَرَ وَالْأَبْيَضَ، وَإِنِّي سَأَلْتُ رَبِّي لِأُمَّتِي أَنْ لَا يُهْلِكَهَا بِسَنَةِ بَعَامَةٍ وَلَا يُسَلِّطَ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِنْ سِوَى أَنْفُسِهِمْ فَيَسْتَبِيحَ بَيْضَتَهُمْ؟ وَإِنَّ رَبِّي قَالَ لِي: يَا مُحَمَّدُ إِنِّي إِذَا قَضَيْتُ قَضَاءً فَإِنَّهُ لَا يُرَدُّ وَلَا أَهْلِكُهُمْ بِسَنَةِ بَعَامَةٍ وَلَا أُسَلِّطُ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِنْ سِوَى أَنْفُسِهِمْ فَيَسْتَبِيحَ بَيْضَتَهُمْ وَلَوْ اجْتَمَعَ عَلَيْهِمْ مِنْ بَيْنِ أَقْطَارِهَا، أَوْ قَالَ: بِأَقْطَارِهَا حَتَّى يَكُونَ بَعْضُهُمْ يُهْلِكُ بَعْضًا، وَحَتَّى يَكُونَ بَعْضُهُمْ يَسْبِي بَعْضًا، وَإِنَّمَا أَخَافُ عَلَى أُمَّتِي الْأَثِمَةَ الْمُضِلِّينَ وَإِذَا وَضِعَ السَّيْفُ فِي أُمَّتِي لَمْ يُرْفَعْ عَنْهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَلَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَلْحَقَ قَبَائِلُ مِنْ أُمَّتِي بِالْمُشْرِكِينَ وَحَتَّى تَعْبُدَ قَبَائِلُ مِنْ أُمَّتِي الْأَوْثَانَ وَإِنَّهُ سَيَكُونُ فِي أُمَّتِي كَذَابُونَ ثَلَاثُونَ كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي وَلَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي عَلَى الْحَقِّ"، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ظَاهِرِينَ ثُمَّ اتَّفَقَا لَا يَضُرُّهُمُ مَنْ خَالَفَهُمْ حَتَّى يَأْتِيَ أَمْرُ اللَّهِ"۔^[13]

ترجمہ: ثوبان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے میرے لیے زمین سمیٹ دی، یا فرمایا "میرے لیے میرے رب نے زمین سمیٹ دی، تو میں نے مشرق و مغرب کی ساری جگہیں دیکھ لیں، یقیناً میری امت کی حکمرانی وہاں تک پہنچ کر رہے گی جہاں تک زمین میرے لیے سمیٹی گئی، مجھے سرخ و سفید دونوں خزانے دیئے گئے، میں نے اپنے رب سے سوال کیا کہ میری امت کو کسی عام قحط سے ہلاک نہ کرے، ان پر ان کے علاوہ باہر سے کوئی ایسا دشمن مسلط نہ کرے جو انہیں جڑ سے مٹا دے، اور ان کا نام باقی نہ رہنے پائے، تو میرے رب نے مجھ سے فرمایا: اے محمد! جب میں کوئی فیصلہ کر لیتا ہوں تو وہ بدلتا نہیں میں تیری امت کے لوگوں کو عام قحط سے ہلاک نہیں کروں گا، اور نہ ہی ان پر کوئی ایسا دشمن مسلط کروں گا جو ان میں سے نہ ہو، اور ان کو جڑ سے مٹا دے گو ساری زمین کے کافر مل کر ان پر حملہ کریں، البتہ ایسا ہو گا کہ تیری امت کے لوگ خود آپس میں ایک دوسرے کو ہلاک کریں گے، انہیں قید کریں گے، اور میں اپنی امت پر گمراہ کر دینے والے ائمہ سے ڈرتا ہوں، اور جب میری امت میں تلوار رکھ دی جائے گی تو پھر وہ اس سے قیامت تک نہیں اٹھائی جائے گی، اور قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ میری امت کے کچھ لوگ مشرکین سے مل نہ جائیں اور کچھ بتوں کو نہ پوجنے لگ جائیں، اور عنقریب میری امت میں تیس (30) کذاب پیدا ہوں گے، ان میں ہر ایک گمان کرے گا کہ وہ نبی ہے، حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا، میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر قائم رہے گا (ابن عیسیٰ کی روایت میں ہے) (وہ غالب رہے گا، ان کا مخالف ان کو ضرر نہ پہنچا سکے گا یہاں تک کہ اللہ کا حکم آجائے۔"

اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے پہلے سے خبردار کر دیا کہ جھوٹے نبی پیدا ہوں گے۔ ہر جھوٹا مدعی نبوت دھوکہ باز اور فتنہ پرور ہو گا۔ چونکہ نبی کریم ﷺ "خاتم النبیین" ہیں، اس لیے آپ ﷺ کے بعد کسی نئے نبی کے دعوے کا کوئی اعتبار نہیں ہو گا۔

5. قرآن کریم کی حفاظت:

عقیدہ ختم نبوت نہ صرف امت مسلمہ کے اتحاد کا ضامن ہے بلکہ اس سے قرآن کریم کی حفاظت بھی یقینی بنائی گئی ہے۔ چونکہ نبی کریم ﷺ آخری نبی ہیں اور کوئی نیا نبی نہیں آئے گا، اس لیے قرآن مجید ہی قیامت تک کے لیے اللہ کی آخری اور محفوظ کتاب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خود اس کی حفاظت کا وعدہ کیا ہے، اور ختم نبوت پر ایمان رکھنے سے اس وعدے کو سمجھنا اور اس پر عمل کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ۔^[14]

ترجمہ: ہم نے آپ اُنٹاری ہے یہ نصیحت اور ہم آپ اس کے نگہبان ہیں۔^[15]

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے واضح فرمایا کہ قرآن کریم ہمیشہ محفوظ رہے گا۔ چونکہ نبی کریم ﷺ آخری نبی ہیں اور آپ کے بعد کوئی نیا نبی یا نبی وحی نہیں آئے گی، اس لیے قرآن میں تحریف یا ترمیم کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ اگر نبوت کا دروازہ کھلا ہوتا، تو نئے نبی نئے دعوے اور نئی کتابیں لے آتے، جس سے قرآن کے اصل پیغام کو نقصان پہنچ سکتا تھا۔ امام مالکؒ کی ایک مرسل روایت ہے:

وَعَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ مُرْسَلًا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "تَزَكُّتُ فَيَكُمُ أَمْرَيْنِ لَنْ تَصِلُوا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا: كِتَابُ اللَّهِ وَسُنَّةُ رَسُولِهِ"۔^[16]

ترجمہ: مالک بن انس رحمہ اللہ مرسل روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "میں تم میں دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں، پس جب تک تم ان دونوں پر عمل کرتے رہو گے تو کبھی گمراہ نہیں ہو گے، (یعنی) اللہ کی کتاب اور اس کے رسول کی سنت"۔

اس حدیث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ قرآن اور سنت ہی قیامت تک دین کی اصل بنیاد ہیں۔ نئی وحی کا دروازہ بند ہو چکا ہے، کیونکہ نبی کریم ﷺ آخری نبی ہیں۔ اگر نبوت جاری رہتی، تو لوگ نئے انبیاء کے ذریعے قرآن میں تبدیلیاں کرنے کی کوشش کر سکتے تھے، مگر ختم نبوت کے عقیدے نے اس امکان کو ختم کر دیا۔

6. تہذیبوں کا ارتقاء:

عقیدہ ختم نبوت نہ صرف دینی اور روحانی طور پر اہم ہے بلکہ اس نے انسانی تہذیب و تمدن کے ارتقاء کو بھی ایک نیا رخ دیا ہے۔ نبی کریم ﷺ کی بعثت کے ساتھ دین اسلام مکمل ہو گیا، اور نبوت کا دروازہ بند ہونے کے بعد انسانی معاشروں کو وحی کی رہنمائی کے ساتھ خود ترقی کرنے کا موقع ملا۔ اب تہذیب کا ارتقاء قرآن و سنت کی روشنی میں ہونا تھا، نہ کہ کسی نئے نبی کے ذریعے۔ سورہ مائدہ کی آیت کریمہ ہے:

الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَاتَّمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا۔^[17]

ترجمہ: "اور پورا کیا تم پر میں نے احسان اپنا، اور پسند کیا میں نے تمہارے واسطے اسلام کو دین"۔^[18]

اس آیت سے واضح ہوتا ہے کہ دین اسلام مکمل ہو چکا، اور اس میں کسی نئے نبی یا نبی شریعت کی ضرورت نہیں رہی۔ اسلام کے اصول ہمیشہ کے لیے انسانی تہذیب کی ترقی اور فلاح و بہبود کے لیے کافی ہیں۔ تہذیب اب قرآن و سنت کی رہنمائی میں خود ترقی کرے گی، اور انسان وحی کے بغیر بھی سائنسی، فکری، اور تمدنی ترقی کی راہ پر گامزن ہو گا۔ اسی طرح ایک روایت ہے حضرت انس بن مالکؓ اس کو نقل کرتے ہیں:

انس بن مالکؓ قال: قال رسول الله ﷺ: "إن الرسالة والنبوة قد انقطعت، فلا رسول بعدي ولا نبي"، قال: فشق ذلك على الناس،

فقال: "لكن المبشرات"، قالوا: يا رسول الله، وما المبشرات؟ قال: "رؤيا المسلم، وهي جزء من اجزاء النبوة"۔^[19]

ترجمہ: انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "رسالت اور نبوت کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے، لہذا میرے بعد کوئی رسول اور کوئی نبی نہ ہوگا"، انس کہتے ہیں: یہ بات لوگوں پر گراں گزری تو آپ نے فرمایا: "البتہ بشارتیں باقی ہیں" صحابہ نے عرض کیا: اللہ کے رسول! بشارتیں کیا ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "مسلمان کا خواب اور یہ نبوت کا ایک حصہ ہے"۔

نبی کریم ﷺ کے بعد انسانی معاشرے کو خود اسلامی اصولوں کے تحت ترقی کرنا تھا۔ چونکہ اب کوئی نیانی نہیں آئے گا، اس لیے تہذیب و تمدن کا ارتقاء قرآن و سنت کی بنیاد پر ہوگا، نہ کہ کسی نئی وحی کے ذریعے۔ اس سے انسانوں کو اجتہاد، تحقیق، اور علمی ترقی کی راہ ملی، جو اسلام کی سب سے بڑی تہذیبی خدمت ہے۔

7. انسانیت کی رہنمائی:

اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو آخری نبی بنا کر بھیجا، اور آپ ﷺ کی نبوت کے ذریعے دین اسلام کو مکمل کر دیا۔ اس کے بعد کسی نبی کی ضرورت باقی نہیں رہی، کیونکہ قرآن و سنت میں انسانیت کی مکمل رہنمائی کے اصول موجود ہیں۔ ختم نبوت پر ایمان رکھنے سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ اللہ کی طرف سے ہدایت کا سلسلہ مکمل ہو چکا ہے اور اب قیامت تک انسانیت کو صرف قرآن و سنت کی روشنی میں چلنا ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُوا اللَّهَ وَ الْيَوْمَ
الْآخِرَ وَ ذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا۔^[20]

ترجمہ: تمہارے لئے بھلی (مفید) تھی سیکھنی رسول اللہ ﷺ کی چال اُس کیلئے جو کوئی (کہ) امید رکھتا ہے اللہ کی پیچھے دن کی اور یاد کرتا ہے اللہ کو بہت۔^[21]

اس آیت کریمہ سے پتہ چلا کہ جو لوگ بھی اللہ تعالیٰ پر اور روزِ آخرت پر ایمان و یقین رکھتے ہیں ان کیلئے رول ماڈل و پیشوا حضور نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس ہے، اور آپ ﷺ کی اقتداء میں انسان فلاح و کامیابی حاصل کر سکتا ہے ورنہ آپ ﷺ کے نقش قدم سے ہٹنا اپنے آپ کو ہلاک کرنے مترادف ہے۔ لہذا آپ ﷺ کے بعد اگر (معاذ اللہ) کوئی نبی آتا تو اللہ تعالیٰ کبھی بھی آپ ﷺ کو قیامت تک کے تمام انسانوں کیلئے رول ماڈل اور پیشوا نہیں بناتے۔ حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے:

عن أبي هريرة، ان رسول الله ﷺ، قال: "كل امتي يدخلون الجنة إلا من ابى، قالوا: يا رسول الله، ومن يابى؟، قال: من اطاعني دخل الجنة، ومن عصاني فقد ابى"۔^[22]

ترجمہ: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ساری امت جنت میں جائے گی سوائے ان کے جنہوں نے انکار کیا"۔ صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! انکار کون کرے گا؟ فرمایا "جو میری اطاعت کرے گا وہ جنت میں داخل ہوگا اور جو میری نافرمانی کرے گا اس نے انکار کیا"۔

اس حدیث مبارک سے واضح ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ مبارکہ تمام انسانوں کے لیے ہدایت کا سرچشمہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور پیروی ہی کامیابی کی ضمانت ہے۔

8. آزادی فکر اور اجتہاد کا دروازہ:

ختم نبوت کے بعد یہ بات واضح ہو گئی کہ اب کسی نئے نبی پر وحی نہیں آئے گی، اس لیے امت کے علماء اور مفکرین کو قرآن و سنت کی روشنی میں اجتہاد کرنے اور نئے مسائل کا حل نکالنے کی آزادی ملی۔ اس سے ایک ایسی تہذیب کی بنیاد پڑی جو علم و تحقیق اور فکر و اجتہاد کو فروغ دیتی ہے۔ قرآن مجید میں ارشادِ باری ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ ۚ
فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ
وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۚ ذَٰلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا۔ [23]

ترجمہ: اے ایمان والو! حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور حاکموں کا جو تم میں سے ہوں، پھر اگر جھگڑ پڑو کسی چیز میں تو اس کو رجوع کرو طرف اللہ کے اور رسول کے اگر یقین رکھتے ہو اللہ پر اور قیامت کے دن پر، یہ بات اچھی ہے اور بہت بہتر ہے اس کا انجام۔ [24]

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ نبوت کے بعد امت کے علماء اور اولی الامر (حکمران و مجتہدین) کی ذمہ داری ہے کہ وہ قرآن و سنت کی روشنی میں امت کی رہنمائی کریں۔ اگر کوئی نیا مسئلہ درپیش ہو، تو اس کا حل قرآن و سنت سے تلاش کیا جائے گا، کیونکہ اب کوئی نئی وحی نہیں آئے گی۔ یہی اصول اجتہاد کی بنیاد ہے، جو ختم نبوت کے بعد امت کے لیے ضروری ہو گیا۔ اسی طرح حدیثِ معاذ بن جبلؓ بھی ہے:

عن رجال من اصحاب معاذ عن معاذ، ان رسول الله صلى الله عليه وسلم بعث معاذًا إلى اليمن، فقال: "كيف تقضي؟" فقال: اقضي بما في كتاب الله. قال: "فإن لم يكن في كتاب الله؟" قال: فبسنة رسول الله ﷺ. قال: "فإن لم يكن في سنة رسول الله ﷺ؟" قال: اجتهد رأيي، قال: "الحمد لله الذي وفق رسول رسول الله ﷺ"۔ [25]

ترجمہ: معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے شاگردوں میں سے کچھ لوگ معاذؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ کو (قاضی بنا کر) یمن بھیجا، تو آپ ﷺ نے پوچھا: "تم کیسے فیصلہ کرو گے؟"، انہوں نے کہا: میں اللہ کی کتاب سے فیصلے کروں گا، آپ ﷺ نے فرمایا: "اگر (اس کا حکم) اللہ کی کتاب (قرآن) میں موجود نہ ہو تو؟" معاذ نے کہا: تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے فیصلے کروں گا، آپ ﷺ نے فرمایا: "اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت میں بھی (اس کا حکم) موجود نہ ہو تو؟" معاذ نے کہا (تب) میں اپنی رائے سے

اجتہاد کروں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کا شکر ہے جس نے اللہ کے رسول کے قاصد کو (صواب کی) توفیق بخشی۔“

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے خود اجتہاد کی اجازت دی اور اس کی حوصلہ افزائی کی۔ جب قرآن و حدیث میں کوئی واضح حکم نہ ہو، تو علماء و فقہاء کو اجتہاد کا اختیار ہے۔ ختم نبوت کے بعد اجتہاد کی اہمیت مزید بڑھ گئی، کیونکہ وحی کا سلسلہ بند ہو چکا تھا، اور امت کو ہر دور میں نئے مسائل کا حل نکالنے کے لیے اجتہاد پر انحصار کرنا تھا۔ قرآن و سنت کی روشنی میں اجتہاد کی اہمیت اس لیے ہے کہ جب وحی کا سلسلہ منقطع ہو گیا تو امت کو پیش آنے والے نئے مسائل کا حل نکالنے کے لیے ایک ایسے نظام کی ضرورت تھی جو قرآن و سنت کی بنیادوں پر مبنی ہو۔ اجتہاد ایک ایسا عمل ہے جس کے ذریعے علماء اور مفکرین قرآن و سنت کی روشنی میں نئے مسائل کا حل نکالتے ہیں۔

9. مذہبی رواداری:

اسلام نے ہمیشہ مذہبی رواداری پر زور دیا ہے۔ ختم نبوت کے عقیدے نے اس بات کو مزید واضح کر دیا کہ تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات اللہ کے برگزیدہ بندے تھے اور ان کا احترام کرنا ضروری ہے۔ اس سے ایک ایسی تہذیب کی بنیاد پڑی جو تمام مذاہب کے احترام پر مبنی ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ يَزِيدُ الْإِيمَانَ مِنَ الْإِيمَانِ فَإِذَا كَفَرُوا بِالطَّاعَةِ وَ
يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ فَقَدْ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ لَا انْفِصَامَ لَهَا وَاللَّهُ سَمِيعٌ
عَلِيمٌ۔^[26]

ترجمہ: زبردستی نہیں دین کے معاملہ میں بے شک جدا ہو چکی ہے ہدایت گمراہی سے، اب جو کوئی نہ

مانے گمراہ کرنے والوں کو اور یقین لاوے اللہ پر، تو اس نے پکڑ لیا حلقہ مضبوط، جو ٹوٹنے والا نہیں اور اللہ

سب کچھ سنتا جانتا ہے۔^[27]

اس آیت کریمہ سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ ہدایت اور گمراہی خوب واضح ہو چکی ہے، تو اس لئے حضور نبی کریم ﷺ کے خاتم النبیین ہونے (جو کہ سراسر ہدایت ہے) کے بعد اگر کوئی شخص نعوذ باللہ نبوت کا دعویٰ کرتا ہے تو وہ سراسر گمراہی والا انسان ہی ہو گا جو کہ نہ صرف کہ لوگوں کو ہدایت سے محروم کر کے گمراہ کرنا چاہتا ہے بلکہ امن و سلامتی اور رواداری والے معاشرے میں فساد برپا کرنا چاہتا ہے اور مذہبی رواداری صرف اور صرف اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کی تعلیمات سے ہی ممکن ہو سکتی ہے کہ جو انسان تو انسان کسی جانور کو بھی تکلیف دینے منع کرتا ہے۔

عن عبد اللہ بن عمرو، قال: قال رسول الله ﷺ: "من قتل معاهدا لم يرح رائحة الجنة، وإن ريحها ليوجد من مسيرة أربعين عاما"۔^[28]

ترجمہ: عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے کسی ذمی کو قتل کیا، وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا، حالانکہ اس کی خوشبو چالیس سال کی مسافت سے محسوس کی جاتی ہے۔“

عَنْ أَنَسٍ ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَغْرِسُ غَرْسًا، أَوْ يَزْرَعُ زَرْعًا، فَيَأْكُلُ مِنْهُ طَيْرٌ، أَوْ إِنْسَانٌ، أَوْ بَهِيمَةٌ، إِلَّا كَانَ لَهُ بِهِ صَدَقَةٌ. " [29]

ترجمہ: انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کوئی بھی مسلمان جو ایک درخت کا پودا لگائے یا کھیتی میں بیج بوائے، پھر اس میں سے پرند یا انسان یا جانور جو بھی کھاتے ہیں وہ اس کی طرف سے صدقہ ہے۔

ان تمام پہلوؤں سے واضح ہوتا ہے کہ عقیدہ ختم نبوت ایک اہم تہذیبی پہلو ہے جس نے انسانی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر گہرے اثرات مرتب کئے ہیں۔ یہ ایک ایسی تہذیب کی بنیاد ہے جو مکمل، جامع، عالمگیر، اور انسانیت کے لیے رہنمائی کا ذریعہ ہے۔

2. عقیدہ ختم نبوت کے حوالے سے مسلم امہ کی ذمہ داریاں:

عقیدہ ختم نبوت اسلام کا بنیادی اور اہم ترین عقیدہ ہے جس پر تمام امت مسلمہ کا ایمان ہے۔ اس عقیدے کے مطابق حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے آخری نبی اور رسول ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اس عقیدے کے تحفظ اور اس کی تعلیمات کو عام کرنے کے حوالے سے امت مسلمہ کی کچھ اہم ذمہ داریاں ہیں جنہیں تفصیل سے بیان کیا جاتا ہے:

• عقیدے کا صحیح علم حاصل کرنا اور اسے دوسروں تک پہنچانا:

ہر مسلمان کے لیے یہ ناگزیر ہے کہ وہ عقیدہ ختم نبوت کے بارے میں مکمل، مستند اور صحیح علم حاصل کرے، کیونکہ یہی ایمان کا بنیادی اور غیر متزلزل حصہ ہے۔ اس مقصد کے لیے قرآن و حدیث کا گہرائی سے مطالعہ کرنا از حد ضروری ہے تاکہ اللہ کے آخری رسول، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی نبوت کے آخری ہونے پر پختہ یقین قائم ہو سکے۔ اس کے ساتھ ساتھ معتبر اور مستند علماء کرام کی تحریریں، ان کی تصانیف اور علمی مباحث سے استفادہ کرنا بھی لازم ہے، کیونکہ محض زبانی دعویٰ یا روایتی عقیدت کافی نہیں بلکہ اس عقیدے کی حقیقی روح، اس کی معنویت اور اس کے مضمرات کو سمجھنا ہر مسلمان کے لیے ناگزیر ہے۔ مزید برآں، یہ محض انفرادی ذمہ داری نہیں بلکہ ہر مسلمان پر یہ بھی فرض ہے کہ وہ اس مقدس عقیدے کی تعلیم و تبلیغ کا اہتمام کرے۔ اپنی اولاد کی تربیت میں اس عقیدے کی بنیاد مضبوط کرے تاکہ ان کے قلوب میں ختم نبوت کا واضح شعور پیدا ہو اور وہ کسی بھی قسم کی گمراہی یا شکوک و شبہات کا شکار نہ ہوں۔ اسی طرح، دوست احباب، خاندان، اور معاشرے کے دیگر افراد کو بھی اس عقیدے کی سچائی اور اس کی ناگزیریت سے روشناس کرانا لازمی ہے۔ خصوصاً عصر حاضر میں جب فتنوں کی کثرت ہے اور جدید دور کے فکری اور نظریاتی حملے نوجوان نسل کے ذہنوں کو متزلزل کر رہے ہیں، ایسے میں ضروری ہے کہ نئی نسل کو اس عقیدے کی حقیقت، اس کے عقلی و نقلی دلائل اور اس کی شرعی حیثیت سے بخوبی آگاہ کیا جائے تاکہ وہ کسی قسم کی گمراہ کن پروپیگنڈے یا جھوٹے نظریات کا شکار نہ ہو سکیں۔ یوں عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ ہر مسلمان کی اجتماعی اور انفرادی ذمہ داری بن جاتا ہے، جس سے لاپرواہی کسی صورت قابل قبول نہیں۔

• عقیدے کا ہر ممکن طریقے سے تحفظ کرنا:

عقیدہ ختم نبوت پر ہر دور میں باطل نظریات اور فتنوں نے حملے کیے ہیں، کیونکہ دشمنان اسلام ہمیشہ اس بنیادی عقیدے کو کمزور کرنے کی کوشش کرتے رہے ہیں۔ ان گمراہ کن تحریکوں اور جھوٹے مدعیان نبوت کا مقابلہ کرنا امت مسلمہ کی اجتماعی اور انفرادی ذمہ داری ہے۔ یہ فرض ہر مسلمان پر عائد ہوتا ہے کہ وہ اس عقیدے کی حفاظت کے لیے ہر ممکن کوشش کرے اور ہر اس فتنے کا قلع قمع کرے جو امت کے عقیدے اور وحدت کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرے۔ اس مقصد کے لیے امت مسلمہ کو علمی، فکری، لسانی، قانونی، سماجی اور سیاسی ہر میدان میں متحرک ہو کر کام کرنا چاہیے۔ علمی میدان میں باطل نظریات کا محققانہ رد پیش کرنا، قرآن و حدیث اور اجماع امت کی روشنی میں عقیدہ ختم نبوت کے ناقابل تردید دلائل کو عام کرنا ضروری ہے۔ لسانی اور ابلاغی سطح پر تحریر، تقریر، نصاب سازی، میڈیا اور سوشل میڈیا کے ذریعے اس عقیدے کی حفاظت کو یقینی بنایا جانا چاہیے۔ قانونی میدان میں ختم نبوت سے متعلق قوانین کو مؤثر بنانا اور ان پر سختی سے عمل درآمد کرنا بھی مسلم حکمرانوں اور اداروں کی بنیادی ذمہ داری ہے۔ اسی طرح، سماجی سطح پر امت میں شعور بیدار کرنا، والدین اور اساتذہ کا نئی نسل کی فکری تربیت پر توجہ دینا، اور معاشرے میں اس عقیدے کی اہمیت کو اجاگر کرنا بھی ناگزیر ہے۔

• جھوٹے مدعیان نبوت کا مقابلہ کرنا:

اگر کوئی شخص جھوٹا دعویٰ نبوت کرتا ہے تو اس کے باطل دعوے کو علمی، فکری اور منطقی دلائل سے رد کرنا چاہیے تاکہ لوگ کسی بھی قسم کی گمراہی کا شکار نہ ہوں۔ اس فتنے سے عوام کو آگاہ کرنا اور انہیں اس کے نقصانات سے خبردار کرنا بھی ضروری ہے، تاکہ وہ کسی جھوٹے مدعی کے دھوکے میں نہ آئیں۔ ایسے باطل دعووں کے خلاف ہر ممکن قانونی اور سماجی اقدامات کرنا بھی امت کی ذمہ داری ہے تاکہ دین اسلام کی اصل روح اور تعلیمات کی حفاظت کی جاسکے۔ پس ختم نبوت کا تحفظ محض ایک مذہبی فریضہ ہی نہیں بلکہ یہ دین کی اساس اور ملت اسلامیہ کے اتحاد کی ضمانت بھی ہے، جس کی پاسداری ہر مسلمان پر فرض ہے۔ تاریخ میں کئی ایسے لوگوں نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا ہے جن کا مقصد لوگوں کو گمراہ کرنا تھا۔ امت مسلمہ کی ذمہ داری ہے کہ وہ ایسے جھوٹے مدعیان نبوت کا مقابلہ کرے اور ان کے فتنوں سے لوگوں کو آگاہ کرے۔ ان کے جھوٹے دعوؤں کے پیچھے کار فرما سازشوں کو بے نقاب کرنا اور عوام الناس کو صحیح علم سے روشناس کرنا ضروری ہے۔

• عقیدے پر عمل پیرا ہونا اور اپنی زندگیوں میں اس کا عملی اظہار کرنا:

عقیدہ ختم نبوت پر محض زبانی ایمان لانا کافی نہیں، بلکہ اس پر عملی طور پر کاربند ہونا بھی ہر مسلمان پر لازم ہے۔ اس کا حقیقی تقاضا یہ ہے کہ ہم نہ صرف حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی مانیں، بلکہ آپ ﷺ کی تعلیمات کو اپنی زندگی میں نافذ کریں اور آپ کے اسوہ حسنہ کو مکمل طور پر اپنانے کی بھرپور کوشش کریں۔ آپ ﷺ کی اطاعت اور اتباع ہی درحقیقت عقیدہ ختم نبوت پر سچے ایمان کا عملی مظہر ہے۔ جو شخص اس عقیدے کو دل سے مانتا ہے، اس کے لیے لازم ہے کہ وہ اپنی زندگی کے تمام معاملات میں قرآن و سنت کو رہنما بنائے، کیونکہ نبی کریم ﷺ کی تعلیمات ہی وہ آخری ہدایت ہیں جن پر قیامت تک چلنا لازم ہے۔ یہ عقیدہ ہمیں اس بات کی بھی یاد دہانی کرتا ہے کہ کسی نئے نبی یا نئی شریعت کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہی، اس لیے ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ ہر قسم کی بدعات اور گمراہیوں سے بچتے ہوئے صرف اور صرف آپ ﷺ کی سنت پر عمل پیرا ہو۔ آپ ﷺ

کی سیرت طیبہ کو مشعلِ راہ بنانا، آپ کے اخلاق، معاملات، عبادات اور طرزِ زندگی کو اپنانا، اور دین کی دعوت و تبلیغ میں آپ ﷺ کی روش کو اختیار کرنا ہی عقیدہ ختم نبوت کی اصل روح ہے۔ لہذا جو شخص اس عقیدے پر واقعی ایمان رکھتا ہے، وہ اپنی زندگی کو شریعتِ محمدی کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کرے گا، اپنے قول و فعل میں آپ ﷺ کی سنت کو ترجیح دے گا اور دین کے ہر معاملے میں صرف آپ ﷺ کے لائے ہوئے احکام کو ہی بنیاد بنائے گا۔ یہی وہ حقیقی طرزِ عمل ہے جو عقیدہ ختم نبوت پر ایمان کا عملی ثبوت فراہم کرتا ہے اور ایک مسلمان کو دین کی راہ پر ثابت قدم رکھتا ہے۔

• اتحاد و اتفاق کو فروغ دینا:

عقیدہ ختم نبوت امتِ مسلمہ کے اتحاد، یکجہتی اور استحکام کا ایک بنیادی ستون ہے۔ یہ عقیدہ تمام مسلمانوں کو ایک مشترکہ مرکز پر متحد رکھتا ہے اور ان کے درمیان فکری و عملی ہم آہنگی کو مضبوط کرتا ہے۔ جب امتِ مسلمہ اس عقیدے پر متفق رہتی ہے، تو باہمی محبت، رواداری اور بھائی چارے کی فضا قائم رہتی ہے، جو اسلامی معاشرے کے استحکام اور ترقی کے لیے ناگزیر ہے۔ لہذا، مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ اس عقیدے پر مکمل ایمان رکھتے ہوئے اپنے درمیان اتحاد و اتفاق کو برقرار رکھیں۔ کسی بھی قسم کی فرقہ واریت، گروہ بندی یا غیر ضروری اختلافات میں پڑنے کے بجائے مشترکہ عقائد پر مضبوطی سے کاربند رہیں۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے فکری، علمی اور عملی میدان میں ایسے اقدامات کریں جو امت کے درمیان ہم آہنگی کو فروغ دیں اور اختلافات کو ختم کرنے کا سبب بنیں۔ مزید برآں، عقیدہ ختم نبوت کی بنیاد پر مسلمانوں کو کسی بھی فتنے یا گمراہ کن نظریے کا مقابلہ متحد ہو کر کرنا چاہیے تاکہ امت کے اعتقادی استحکام کو کوئی گزند نہ پہنچے۔ ایک مضبوط اور بیدار امت وہی ہوتی ہے جو اپنے بنیادی عقائد پر استقامت اختیار کرتی ہے اور باہمی اختلافات سے گریز کرتے ہوئے دین کی حقیقی روح کو قائم رکھتی ہے۔ اسی وحدت میں امت کی کامیابی، دین کی سربلندی اور اسلامی تشخص کا تحفظ مضمر ہے۔

• بین الاقوامی سطح پر کوششیں کرنا:

عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ محض مقامی یا انفرادی سطح تک محدود نہیں ہونا چاہیے، بلکہ اس کے دفاع اور ترویج کے لیے بین الاقوامی سطح پر بھی منظم اور موثر کوششیں کرنا ناگزیر ہیں۔ یہ عقیدہ نہ صرف اسلام کی بنیادی اساس ہے بلکہ امتِ مسلمہ کے اتحاد و استحکام کا بھی ضامن ہے، اس لیے ضروری ہے کہ اسے عالمی سطح پر اجاگر کیا جائے اور اس کے خلاف ہونے والی ہر سازش کا بھرپور مقابلہ کیا جائے۔ اس مقصد کے لیے مختلف اسلامی ممالک، علمی و دینی اداروں، بین الاقوامی اسلامی تنظیموں اور علماء و مفتیانِ کرام کو مشترکہ حکمت عملی اختیار کرنی چاہیے تاکہ عالمی سطح پر اس عقیدے کے تحفظ کو یقینی بنایا جاسکے۔ مسلم امہ کو ایک متحدہ پلیٹ فارم کے ذریعے دنیا بھر کے مسلمانوں میں اس عقیدے کی اہمیت کو اجاگر کرنا چاہیے اور جدید ذرائعِ ابلاغ، میڈیا، سوشل میڈیا، بین الاقوامی سیمینارز اور کانفرنسز کے ذریعے اس پیغام کو عام کرنا چاہیے۔ اس کے ساتھ ساتھ، بین الاقوامی سطح پر ایسے قوانین اور معاہدے ترتیب دیے جانے چاہئیں جو عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کو یقینی بنائیں اور جھوٹے مدعیانِ نبوت کی روک تھام کے لیے سخت اقدامات کیے جائیں۔ اسلامی ممالک کو سفارتی سطح پر بھی ایک موقف اپنانا چاہیے کہ وہ کسی بھی ایسے نظریے یا تحریک کی حوصلہ شکنی کریں جو اس عقیدے کو متزلزل کرنے کی کوشش کرے۔ علاوہ ازیں، عالمی سطح پر نوجوان نسل کو اس عقیدے کی حقیقت اور اس کی علمی و عقلی بنیادوں سے روشناس کرانے کے لیے نصاب سازی، تعلیمی کورسز، تحقیقاتی مقالے اور لیکچرز کا اہتمام کیا جائے۔ اس حوالے سے اسلامی

اسکالرز اور محققین کو چاہیے کہ وہ بین الاقوامی زبانوں میں ایسے علمی اور تحقیقی کام کریں جو غیر مسلم دنیا کے سامنے بھی ختم نبوت کی حقانیت کو واضح کریں۔

• نوجوان نسل کی تربیت کرنا:

نوجوان نسل کو عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت اور اس کے تقاضوں سے آگاہ کرنا امت مسلمہ کی ایک اہم ذمہ داری ہے، کیونکہ یہی نسل مستقبل میں دین اسلام کی حفاظت اور فروغ کی ضامن ہے۔ اگر نوجوانوں کو اس عقیدے کی حقیقت، اس کے دلائل اور اس کے تحفظ کی ضرورت سے مکمل آگاہی حاصل ہو، تو وہ نہ صرف اپنے ایمان کو مضبوط بنا سکتے ہیں بلکہ گمراہ کن نظریات اور سازشوں کا بھی مقابلہ کر سکتے ہیں۔ اس مقصد کے حصول کے لیے تعلیمی اداروں میں عقیدہ ختم نبوت پر خصوصی توجہ دی جانی چاہیے۔ اسکول، کالج اور جامعات کے نصاب میں اس اہم موضوع پر باقاعدہ مضامین شامل کیے جائیں تاکہ طلبہ کو ابتدا ہی سے اس عقیدے کی بنیادی تعلیمات اور اس کی تاریخی و علمی حیثیت کا شعور دیا جاسکے۔ اس کے ساتھ ساتھ، دینی مدارس میں اس عقیدے پر تفصیلی علمی و تحقیقی مواد کو نصاب کا حصہ بنایا جائے تاکہ طلبہ جدید فتنوں اور گمراہیوں کے خلاف مدلل انداز میں جواب دینے کے اہل ہو سکیں۔ اس حوالے سے مختلف تعلیمی اور سماجی پروگرامز کا انعقاد بھی نہایت ضروری ہے۔ سیمینارز، ورکشاپس، کانفرنسز اور لیکچرز کے ذریعے نوجوانوں کو عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کی اہمیت سے روشناس کرایا جائے۔ ان نشستوں میں ماہر علماء، محققین اور اسلامی اسکالرز نوجوانوں کے سوالات کے جوابات دیں اور ان کے ذہنوں میں اٹھنے والے شکوک و شبہات کو علمی انداز میں دور کریں۔

عصر حاضر میں سوشل میڈیا اور دیگر ذرائع ابلاغ کا کردار بھی انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ نوجوانوں کی ایک بڑی تعداد سوشل میڈیا پلیٹ فارمز جیسے فیس بک، ٹویٹر، یوٹیوب اور انسٹاگرام پر فعال ہیں، اس لیے ان ذرائع کو عقیدہ ختم نبوت کے فروغ اور تحفظ کے لیے موثر طریقے سے استعمال کیا جانا چاہیے۔ ویڈیوز، مضامین، انفوگرافس، ڈاکیومنٹریز، سوال و جواب سیشنز اور دیگر تخلیقی ذرائع کے ذریعے نوجوانوں تک صحیح اور مستند معلومات پہنچائی جائیں۔ اس کے علاوہ والدین، اساتذہ اور علماء کرام کو چاہیے کہ وہ گھریلو اور سماجی سطح پر بھی نوجوانوں کو اس عقیدے کی اہمیت سے آگاہ کریں اور انہیں ہر قسم کی گمراہی سے بچانے کے لیے علمی اور فکری رہنمائی فراہم کریں۔ یوں ہم ایک ایسی نسل تیار کر سکتے ہیں جو عقیدہ ختم نبوت پر نہ صرف خود مضبوطی سے قائم رہے بلکہ اس کے دفاع اور اس کے پیغام کی ترویج میں بھی اپنا بھرپور کردار ادا کرے۔

• قانونی چارہ جوئی کرنا:

اگر کسی ملک میں کوئی شخص جھوٹا دعویٰ نبوت کرتا ہے یا عقیدہ ختم نبوت کے خلاف سازش کرنے کی کوشش کرتا ہے، تو اس کے خلاف قانونی چارہ جوئی کرنا امت مسلمہ کی اجتماعی اور انفرادی ذمہ داری بن جاتی ہے۔ یہ عقیدہ اسلام کی اساس اور دین کی تکمیل کا اعلان ہے، اس لیے اس کے خلاف کسی بھی قسم کی سازش کو نظر انداز کرنا یا اسے معمولی سمجھنا ناقابل قبول ہے۔ سب سے پہلے، اسلامی ممالک میں موجود قوانین کے تحت ایسے جھوٹے مدعیان نبوت کے خلاف سخت قانونی اقدامات کیے جانے چاہئیں۔ جہاں کہیں بھی اس طرح کا فتنہ سرا اٹھائے، وہاں امت کے افراد، علماء اور دینی تنظیموں کو قانونی ذرائع استعمال کرتے ہوئے حکومت اور عدلیہ کو متحرک کرنا چاہیے تاکہ ایسے گمراہ افراد کے خلاف فوری کارروائی کی جاسکے۔ اسلامی ریاستوں میں پہلے ہی ایسے قوانین موجود ہیں جو ختم نبوت کے تحفظ کو یقینی بناتے ہیں، لہذا ان پر سختی سے عمل درآمد کرایا جائے۔ اگر کسی غیر مسلم ملک میں کوئی ایسی سازش کی جا رہی ہو، تو وہاں مقیم مسلمانوں اور اسلامی تنظیموں کو چاہیے کہ وہ وہاں کے قوانین اور عدالتی نظام کے مطابق اس فتنے

کے خلاف پر امن اور قانونی جدوجہد کریں۔ عالمی سطح پر بھی سفارتی اور قانونی ذرائع سے اس مسئلے کو اجاگر کیا جائے، تاکہ ایسے اقدامات کیے جائیں جو اس عقیدے کی حفاظت کو یقینی بنائیں۔ اس کے علاوہ، عوامی سطح پر بھی لوگوں کو بیدار کرنا ضروری ہے تاکہ وہ ایسے فتنے کی حقیقت کو سمجھیں اور کسی گمراہی کا شکار نہ ہوں۔ میڈیا، تعلیمی ادارے اور سوشل میڈیا کو بھی بروئے کار لاتے ہوئے اس فتنے کے نقصانات کو واضح کرنا چاہیے اور عوام کو اس کے خلاف شعوری طور پر تیار کرنا چاہیے۔

4. خلاصہ بحث:

یہ تحقیق واضح کرتی ہے کہ عقیدہ ختم نبوت صرف ایک مذہبی نظریہ تک محدود نہیں، بلکہ یہ اسلامی تہذیب، فکری استحکام، دینی تشخص، اور امت مسلمہ کے اجتماعی اتحاد کی ایک مضبوط بنیاد ہے۔ اس عقیدے کی بدولت دین اسلام کی تکمیل ممکن ہوئی، جس نے مسلمانوں کے عقائد و نظریات کو یکجہتی عطا کی اور اسلامی معاشرے کو فکری ہم آہنگی فراہم کی۔ اسی عقیدے نے قرآن کریم کی حفاظت کے عمل کو یقینی بنایا اور اسلامی تعلیمات کو تحریف سے محفوظ رکھنے میں کلیدی کردار ادا کیا۔ مزید برآں، اجتہاد کے دروازے کے کھلنے میں بھی یہ عقیدہ ایک سنگ بنیاد کی حیثیت رکھتا ہے، کیونکہ نبی اکرم ﷺ کی بعثت کے بعد کوئی نئی وحی نہیں آسکتی، لہذا امت کو اپنی دینی، سماجی اور قانونی ضروریات کے لیے اجتہاد اور فہم دین پر انحصار کرنا ہوگا۔ یہ نظریہ نہ صرف امت مسلمہ کو جھوٹے مدعیان نبوت کے فتنوں سے محفوظ رکھتا ہے، بلکہ اسلامی تعلیمات کے استحکام اور اس کے اجتماعی نظام کی بقا کا بھی ضامن ہے۔ اس لیے امت مسلمہ پر لازم ہے کہ وہ اس عقیدے کے تحفظ کو اپنی اولین ذمہ داری سمجھے، اپنی آنے والی نسلوں کو اس کے علمی، فکری اور عملی پہلوؤں سے روشناس کرائے، اور ہر اس نظریے یا تحریک کا ڈٹ کر مقابلہ کرے جو ختم نبوت کے تصور کو کمزور کرنے یا اس میں شکوک و شبہات پیدا کرنے کی کوشش کرے۔ اس کے ساتھ ساتھ، امت کو چاہیے کہ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں اتحاد و اتفاق کو فروغ دے، تاکہ اندرونی خلفشار اور فکری گمراہی سے بچا جاسکے۔ اگر اس عقیدے کے تحفظ میں کوتاہی کی گئی یا اس کی اہمیت کو پس پشت ڈال دیا گیا، تو اس کے نتیجے میں امت مسلمہ شدید فکری انتشار، نظریاتی انحراف اور دینی بے راہ روی کا شکار ہو سکتی ہے، جو نہ صرف مذہبی کمزوری کا باعث بنے گا بلکہ اسلامی تمدن کے زوال کی راہ بھی ہموار کر سکتا ہے۔

اللہ ہمیں عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور اس کی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

[1] Al-Qur'ān, al-Aḥzāb 33:40.

[2] Tarjamah: Min al-Muwaddih al-Furqān ma'rūf bi-Tafsīr 'Uthmānī, Maktabat al-Bushrā, Karāchī, al-Aḥzāb 33:40, vol. 2, p. 916.

[3] al-Qur'ān, al-Mā'idah 5:3.

[4] Tarjamah: Min al-Muwaddih al-Furqān ma'rūf bi-Tafsīr 'Uthmānī, Maktabat al-Bushrā, Karāchī, al-Mā'idah 5:3, vol. 1, p. 216.

[5] Ibn Kathīr, Ḥāfiẓ 'Imād al-Dīn, Tafsīr Ibn Kathīr (al-Riyāḍ: Dār Ṭayyibah li-l-Nashr wa-l-Tawzī', 1999), vol. 3, p. 26.

[6] al-Bukhārī, Muḥammad bin Ismā'īl, al-Jāmi' al-Ṣaḥīḥ (Dimashq: Dār Ibn Kathīr, Dār al-Yamāmah), Kitāb al-Anbiyā', vol. 3, p. 1300, ḥadīth no. 3342.

[7] Ibn Mājah, Muḥammad bin Yazīd al-Qazwīnī, Sunan Ibn Mājah (Lāhawr: Maktabah Raḥmānīyah), Kitāb al-Sunnah, bāb ittibā' sunnat al-khulafā' al-rāshidīn al-mahdiyyīn, p. 99, ḥadīth no. 43.

[8] al-Qur'ān, al-Anbiyā' 21:92.

[9] Tarjamah: Min al-Muwaḍḍiḥ al-Furqān ma'rūf bi-Tafsīr 'Uthmānī, Maktabat al-Bushrā, Karāchī, al-Anbiyā' 21:92, vol. 2, p. 730.

[10] Ibn Mājah, Muḥammad bin Yazīd al-Qazwīnī, Sunan Ibn Mājah (Lāhawr: Maktabah Raḥmānīyah), Kitāb al-Fitan, bāb sawād al-a'ẓam, p. 419, ḥadīth no. 3950.

[11] al-Qur'ān, al-Aḥzāb 33:40.

[12] Tarjamah: Min al-Muwaḍḍiḥ al-Furqān ma'rūf bi-Tafsīr 'Uthmānī, Maktabat al-Bushrā, Karāchī, al-Aḥzāb 33:40, vol. 2, p. 916.

[13] Abū Dāwūd, Sulaimān bin al-Ash'ath bin Ishāq al-Sijistānī, Sunan Abī Dāwūd (Lāhawr: Maktabah Raḥmānīyah), Kitāb al-Fitan wa-l-Malāḥim, vol. 2, p. 233, ḥadīth no. 4251.

[14] al-Qur'ān, al-Ḥijr 15:9.

[15] Tarjamah: Min al-Muwaḍḍiḥ al-Furqān ma'rūf bi-Tafsīr 'Uthmānī, Maktabat al-Bushrā, Karāchī, al-Ḥijr 15:9, vol. 1, p. 569.

[16] al-Khaṭīb al-Tabrīzī, Muḥammad bin 'Abd Allāh, Mishkāṭ al-Maṣābīḥ, Kitāb al-Īmān, ḥadīth no. 186.

[17] al-Qur'ān, al-Mā'idah 6:3.

[18] Tarjamah: Min al-Muwaḍḍiḥ al-Furqān ma'rūf bi-Tafsīr 'Uthmānī, Maktabat al-Bushrā, Karāchī, al-Mā'idah 5:3, vol. 1, p. 216.

[19] al-Tirmidhī, Muḥammad bin 'Īsā, Jāmi' al-Sunan al-Tirmidhī (Lāhawr: Maktabah Raḥmānīyah), Kitāb al-Ru'yā, bāb dhahabat al-nubuwwah wa-baqiyat al-mubashshirāt, vol. 2, p. 500, ḥadīth no. 2232.

[20] al-Qur'ān, al-Aḥzāb 33:21.

[21] Tarjamah: Min al-Muwaḍḍiḥ al-Furqān ma'rūf bi-Tafsīr 'Uthmānī, Maktabat al-Bushrā, Karāchī, al-Aḥzāb 33:21, vol. 2, p. 908.

[22] al-Bukhārī, Muḥammad bin Ismā'īl, al-Jāmi' al-Ṣaḥīḥ (Peshāwar: al-Maktabah al-Ḥaqqānīyah), Kitāb al-I'tisām, bāb al-iqtida' bi-sunan Rasūl Allāh ﷺ, vol. 2, p. 1081.

[23] al-Qur'ān, al-Nisā' 4:59.

[24] Tarjamah: Min al-Muwaḍḍiḥ al-Furqān ma'rūf bi-Tafsīr 'Uthmānī, Maktabat al-Bushrā, Karāchī, al-Nisā' 4:59, vol. 1, p. 179.

[25] al-Tirmidhī, Muḥammad bin 'Īsā, Jāmi' al-Sunan al-Tirmidhī (Lāhawr: Maktabah Raḥmānīyah), Kitāb al-Aḥkām, bāb mā jā'a fī al-qāḍī kayfa yaqḍī, vol. 1, p. 379, ḥadīth no. 1287.

[26] al-Qur'ān, al-Baqarah 2:256.

[27] Tarjamah: Min al-Muwaddih al-Furqān ma'rūf bi-Tafsīr 'Uthmānī, Maktabat al-Bushrā, Karāchī, al-Baqarah 2:256, vol. 1, p. 75.

[28] Ibn Mājah, Muḥammad bin Yazīd al-Qazwīnī, Sunan Ibn Mājah (Lāhawr: Maktabah Raḥmānīyah), Kitāb al-Diyāt, bāb man qatal mu'āhidan, p. 316.

[29] Abū al-Ḥusayn Muslim bin al-Ḥajjāj al-Qushayrī, al-Ṣaḥīḥ li-Muslim (Lāhawr: Maktabah Raḥmānīyah), Kitāb al-Musāqāh wa-l-Muzāra'ah, bāb faḍl al-zar' wa-l-ghars, vol. 2, p. 26, ḥadīth no. 3973.